سوال

میری تقریبا ایک برس تک منگنی رہی اور ہمارا شرعی عقد نکاح بھی ہوچکا تھا، ہماری اور سسرال والوں کی طرف سے اتفاق یہ ہوا کہ یہ تعلقات منگنی تک ہی محدود رہیں گے اور سال کے آخر میں جب میری تعلیم مکمل ہوجائیگی تو رخصتی ہوگی اس پر سب کے دستخط بھی ہوئے لیکن اس عرصہ میں میرے منگیتر اور میرے گھر والوں کے درمیان غلط فھمی سے پیدا ہوگئی اور میرے والدین نے میرے منگیتر کو مجھ سے ملنے کی مخالفت کی اور محسوس کرنے لگے کہ یہ شخص میرے لیے مناسب نہیں میں مانتی ہوں کہ بعض اوقات میرا خاوند دوسروں کا احترام نہیں کرتا اور ابھی اس میں پختگی نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ میں اس سے محبت کرتی اور اس کے معاملات میں اس کے لیے عذر اور بہانہ تلاش لیتی رہی ہوں وہ شخص دوسرے شہر میں رہتا ہے اور ہم دوسرے شہر میں بستے ہیں اس لیے ہمارا تعلق دور سے ہی قائم رہا ہے، اور یہ غلط فھمی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی حتی کہ وہ مجھ سے مطالبہ کرنے لگا کہ میں فورا اس کے ساتھ رہنے کے لیے وہاں سے منتقل ہوجاؤں وگرنہ وہ مجھے طلاق دے دے گا، میں نے اسے بتایا کہ ہمارا یہ اتفاق ہوا تھا کہ پہلے رخصتی کی تقریب پہلے ہوگی تو وہ کہنے لگا: بعد میں بھی رخصتی کی تقریب کی جا سکتی ہے، لیکن اس وقت تو میں اس کی بیوی ہوں اور مجھے اس کے ساتھ رہنا چاہیے، میرے یہ معاملہ بہت مشکل تھا، میں مجبور ہوگئی کہ یا تو اپنے منگیتر کو اختیار کروں یا پھر اپنے خاندان کو میں اس وقت تک اسے خاوند کے روپ میں نہ دیکھتی تھی اور میرے لیے معاملہ بہت مشکل تھا اور امیدوں کی ناکامی کا باعث تھا میں نے اسے بتایا کہ میں اپنے گھر والوں کی قربانی نہیں دے سکتی، اس لیے اس نے تعلق توڑ دیا اور ہمارے امام کو لیٹر بھیجا کہ اس نے مجھے طلاق دے دی ہے، تعلق ختم کیے ہوئے تقریبا پانچ ماہ ہونے کو ہیں، لیکن ایک ہفتہ قبل میں نے اسے دیکھا تو مجھے بڑی پریشانی ہوئی، میں گناہ محسوس کرتی ہوں کہ میں نے اس کی بات نہ مان کر غلطی کی ہے، میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ آیا شریعت میں ہمارے لیے کوئی صلح کی گنجائش ہے؟ کیا میں اس کے پاس واپس جا سکتی ہوں مجھے خوف ہے کہ میں اس کے علاوہ کسی اور سے محبت نہ کرسکوں گی اور وہ ہمیشہ میرے خیالات میں بسا رہے گا، میں جانتی ہوں کہ ہوسکتا ہے ہم ایک دوسرے کے لیے مناسب نہ ہوں، لیکن اسی وقت یہ بھی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں، اور ہمارے تعلقات بہت قوی اور گرمجوشی والے تھے، اب مجھے معلوم نہیں ہورہا کہ میں کیا کروں میرے والدین ہمارے تعلقات کے بالکل مخالف ہیں، مجھے معلوم ہے کہ والدین کے موقف کے کچھ صحیح اسباب ہیں، لیکن اس کے باوجود میں اپنے سابقہ خاوند کی طرف مائل ہوں، اور میں اس کی طرف واپس جانا چاہتی ہوں اور اگر یہ تعلقات دوبارہ قائم کرنا مناسب نہیں تو کیا اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے لیے کچھ کرنا ممکن ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

جب عقد نکاح ہوجائے تو منگیتر کے لیے اس کی منگیتر بیوی بن جاتی ہے، لیکن جب رخصتی کے لیے ایک وقت مقرر کرلیا جائے اور شرط رکھی جائے کہ رخصتی بعد میں ہوگی تو رخصتی سے قبل خاوند کے پاس جانا لازم نہیں کیونکہ دونوں طرف سے شرط پر موافقت ہے

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے:

"مسلمان اپنی شروط پر (قائم رہتے) ہیں"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1352) سنن ابو داود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" شروط میں سب سے زیادہ شرط پوری کرنے کی حقدار وہ شرط ہے جس کے ساتھ تم نے شرمگاہ حلال کی ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2721) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

اس بنا پر آپ کا اس کے پاس نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں بلکہ سال ختم ہونے سے قبل ہی اس نے مطالبہ کر کے غلطی کی ہے کیونکہ ایک برس کا اتفاق تھا، اور اس نے آپ پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر کے بھی غلطی کی ہے کہ آپ اپنے والدین کی مخالفت کریں، اور پھر اس نے طلاق دینے میں جلدی کر کے بھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے

یہ سب کچھ اس کے عدم پختگی کی علامت اگر وہ آپ کی حرص رکھتا ہوتا تو سال میں باقی مانندہ مدت کا انتظار کرتا اور اتنی جلدی تعلقات ختم نہ کرتا

دوم :

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے قبل طلاق دے دے تو صرف طلاق کی بنا پر ہی وہ عورت اس سے بائن ہوجاتی ہے، اس میں رجوع نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی اس میں عدت ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر آپ راضی ہوں اور عورت کا ولی بھی موافق ہو تو وہ اس سے دوبارہ نکاح کر لے اس میں مہر بھی نیا ہوگا اور عقد نکاح بھی نیا

سوم :

اگر آپ کے گھر والے اسے آپ کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے تو آپ کو اپنے گھر والوں کی اطاعت کرنی چاہیے، خاص کر جب آپ یہ اقرار کرتی ہیں کہ اس موقف میں ان کے پاس پختہ اسباب ہیں، رہا یہ مسئلہ کہ آپ اس سے محبت کرنے لگی ہیں اور دل اس کے ساتھ لگ گیا ہے تو خاوند اور اس کی بیوی کے مابین یہ ایک طبعی چیز ہے کہ ان میں محبت ہوتی ہے

جب اللہ تعالی آپ کو کوئی اور خاوند دے گا تو ان شاء اللہ آپ اس سے بھی محبت کریں گی، شادی تو ایک لمبی زندگی ہوتی ہے، یہ صرف اکیلے جذبات پر مبنی نہیں، اس لیے شریعت اسلامیہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے شادی میں عورت کے ولی کی موافقت شرط رکھی ہے؛ کیونکہ عورت تو کمزور دل کی مالک ہے وہ جذبات میں آکر مغلوب ہوجاتی ہے اور ہوسکتا ہے وہ اپنے حقوق سے بھی دستبردار ہوجائے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جسے پسند کرنے لگے اس پر راضی ہوجائے چاہے وہ اس کے لیے مناسب نہ بھی ہو

اس لیے آپ اپنے والدین کی رغبت و خواہش پر عمل کریں کیونکہ وہ دوری کی نظر اور رائے رکھتے ہیں، جب اس شخص کی یہ حالت ہے جو آپ نے بیان کی ہے تو پھر آپ اپنے والدین کو اس پر دوبارہ موافق ہونے کے لیے دباؤ مت ڈالیں

چہارم :

آپ کے لیے یہ مخفی نہیں ہونا چاہیے کہ نکاح صحیح ہونے کی شرط میں عورت کے ولی کی موافقت ہونا ضروری ہے، اس لیے اس شخص کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا اسی صورت میں صحیح ہوگا جب آپ کے والد کی موافقت ہوگی، اسی طرح اب وہ شخص آپ کے لیے وہ شخص پورا اجنبی ہے، اس لیے اس کے ساتھ تعلقات رکھنے کی کوئی مجال نہیں؛ کیونکہ اب آپ اس کی بیوی بن کر واپس نہیں ہوسکتی

آپ کو چاہیے کہ آپ اس کام میں مشغول ہوں جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو، اور جو گزر چکا ہے اس کو مت سوچیں، حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو نیک و صالح خاوند عطا کر دے، اور کسی شخص سے بھی اس وقت تک شادی مت کریں جب تک اس کے بارہ میں باز پرس نہ کر لیں، اور اس کے دین اور اخلاق پر مطمئن نہ ہوجائیں

جو کچھ ہو چکا ہے وہ آپ کے لیے سبق ہونا چاہیے اور اس میں عبرت محسوس کریں، اور آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ رخصتی اور دخول سے قبل ہی آپ کو اس شخص کے عیوب کا پتہ چل گیا

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو سیدھی راہ کی توفیق نصیب فرمائے

واللہ اعلم.

اللقاء الشهری نمبر (17) ۔

70242